بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، أَمَّا بَعْدُ:

16: بعض دلائل کا ذکر جو سلف الصالحین کی اتباع اور ان کے مذہب کو لازم پکڑنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

کن سلفیاً علی الجادۃ کی شرح کا درس جاری ہے شیخ عبدالسلام ابن سالم السحیمی حفظہ اللہ فرماتے ہیں ''ذكر بعض الأدلة الدالة على وجوب إتباع السلف الصالح ولزوم مذهبهم''، ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں بعض دلائل کا ذکر جو سلف صالحین یا سلف الصالح کی اتباع اور ان کے مذہب یا منہج کو لازم پکڑنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

اس سے پہلے باب میں ہم نے یہ جان لیا کہ اتباع مذہب السلف جو ہے اس کا حکم کیا تھا کیا بیان کیا تھا؟ واجب ہے۔ اب دلائل کیا ہیں یہ سوال کوئی شخص بھی کر سکتا ہے تو طالب علم کو ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ اس لیے یہ شیخ صاحب (حفظہ اللہ) کے حسن تصنیف میں سے ہے انتساب کی بات فرمائی کہ نسبت کا کیا حکم ہے؟ جائز ہے، منہج کی اتباع واجب ہے، اب وجوب کے دلائل کیا ہیں۔ تو آیئے دیکھتے ہیں آج کی نشست میں اگر کوئی شخص ہم سے یہ پوچھے کہ آپ بار بار یہ کہتے ہیں منہج السلف، منہج السلف کو لازم پکڑنا ہے اور مذہب السلف یا منہج السلف کی اتباع واجب ہے تو آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟

شیخ صاحب (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں ''قال الله تعالىٰ'' (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں):

﴿وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾ (لقمان:15)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں" فقد أمرنا الله عزّوجل باتباع سبيل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واقتفاء أثرهم وسلوك منهجهم "(اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں (﴿وَاتَّبِعْ﴾ فعل اُمر ہے)) ﴿سَبِيْلَ﴾ (اس کے راستے میں) ﴿مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾ (جو میری طرف انابت کرتا ہے)۔

اتبع فعل اُمر ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف انابت کرتے ہیں ان کے اندر ایسی صلاحیت ہوتی ہے ایسی خوبی ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کے لیے امام بن جاتے ہیں (سبحان اللہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف واپس لوٹنا کوئی عام بات نہیں ہے ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہے۔ غلطیاں انسان کرتا ہے لیکن جو بار بار انابت کرتے ہیں توبہ کرتے ہیں اپنا نصب العین اپنے ربّ کی رضا رکھتے ہیں تو ان کے راستے کی اتباع لازمی ہے۔ کیوں؟ کیونکہ جو ان کے راستے کی اتباع کرے گا وہ بھی ان ہی کی طرح انابت کرنے والوں میں سے ہو گا۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی سبیل (یعنی اُن کے راستے) کی منہج کی اتباع کریں اور ان کے اُثر، نقش قدم کی اقتفاء یعنی نقش قدم پر چلتے رہیں" وسلوك منهجهم "(اور ان کے منہج پر قائم رہیں اور چلتے رہیں)۔

تینوں چیزیں ایک ہیں مختلف الفاظوں میں" سبيل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، واقتفاء أثرهم، وسلوك منهجهم "کوئی فرق نہیں ہے ان تینوں جملوں میں ایک ہی چیز ہے لیکن تنویع العبارۃ ہے، عبارت جو ہے جملے جو ہیں مختلف بیان کیے ہیں تاکہ بات دل میں بیٹھ جائے۔

" قال الإمام ابن القيم بعد ما ذكر هذه الآية "۔ اب شیخ صاحب (حفظہ اللہ) نے اپنی رائے تو پیش کر دی ہے اب علماء میں سے کس نے کہا ہے؟ اگرچہ شیخ صاحب خود پی ایچ ڈی ہیں (الحمد لله، اللهم بارك) لیکن پھر بھی دیکھیں علماء کے اقوال سلف کے اقوال آپ کے علم میں چار چاند لگا دیتے ہیں نور علی نور ہو جاتا ہے تاکہ کوئی

شخص یہ نہ کہے کہ یہ تو آپ کا اپنا اجتہاد ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس پی ایچ ڈی کی ڈگری ہو وہ اجتہاد کے لائق ہے کہ نہیں؟ وہ بھی کر سکتا ہے اجتہاد کہ نہیں؟ اس کے باوجود بھی (سبحان اللہ) یہی طریقہ رہا ہے علماء سلف کا اور ان کے متبعین کا یہی طریقہ ہمیشہ رہا ہے کہ اپنی بات کو جب ثابت کرتے ہیں دلیل بھی پیش کرتے ہیں اور اور خوبی بھی ہوتی ہے (نور علی نور) کہ علماء کے اقوال بھی ہوتے ہیں۔ تو سننے والے کے لیے اب کوئی حجت باقی رہتی ہے کہ وہ نہ سنے یا نہ مانے؟ ابن القیم رحمۃاللہ علیہ اگر امت میں سے معتبر عالم ہیں ان کی آپ ہر بات مانتے ہیں تو پھر یہ کیوں نہیں مانتے؟

"قال الإمام ابن القيم بعد ما ذكر هذه الآية" (جب اس آیت کا ذکر کیا ذکر کرنے کے بعد) "وكل من الصحابة منيب إلى الله تعالىٰ فيجب اتباع سبيله" اللہ اکبر۔ "وكل" (اور سارے کے سارے)۔ صیغۃ العموم ہے کُل (سارے کے سارے)۔ کون؟ "من الصحابة" (صحابہ کرام میں سے) "منيب إلى الله تعالىٰ" (اللہ تعالیٰ کی طرف انابت کرنے والے ہیں) "فيجب اتباع سبيله" (تو اس آیت میں یہ دلالت ہے یہ دلیل ہے کہ جب سارے کے سارے صحابہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں انابت کرنے والے ہیں تو ان کے راستے کی اتباع کرنا واجب ہے) "وأقواله واعتقاداته من أكبر سبيله" (اور صحابہ کے اقوال اور اعتقاد ان کی سبیل ان کے منہج میں سب سے بڑی چیز ہے)۔

بعض لوگ کہتے ہیں "کہ ہمارے اعمال تو ویسے ہیں نا عمل تو ویسے ہی کرتے ہیں ہم، نماز ویسے پڑھتے ہیں، حج ویسے کرتے ہیں"۔

آپ کے اقوال اور آپ کا عقیدہ کیا ویسا ہے کہ نہیں؟ تو عقیدہ بہت ضروری ہے آپ کا قول بھی ویسے ہونا بہت ضروری ہے صرف عمل کی حد تک نہیں ہے، جب مطلقاً کہا جائے قول تو اس میں عمل بھی شامل ہو جاتا ہے۔ (جب مطلقاً قول کا جائے اس میں عمل بھی شامل ہو جاتا ہے)۔

کوئی بتا سکتا ہے دلیل کہ قول میں عمل بھی شامل ہے؟ عمل کے لیے اطلاق ہوتا ہے قول۔ تیمم میں ''قَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا'' کیا ہاتھوں سے کہا جاتا ہے؟ ''قَالَ بِيَدِهِ'' اپنے دونوں ہاتھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تیمم کیا تو ''قَالَ بِيَدِهِ'' صحابی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے یوں کیا ہے۔ یا کہا؟ ہاتھ نہیں کہتے نا کہ افعال ہیں ''قَالَ بِيَدِهِ''۔ تو قول کے اطلاق میں فعل میں بھی استعمال ہوتا ہے تو یہاں پر سب شامل ہیں لیکن قول اور اعتقاد خاص طور پر۔

''وحذرنا الله سبحانه وتعالى من مخالفة سبيلهم'' (اور اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ہمیں آگاہ کیا خبردار کیا کہ ہم ان کے راستے کی مخالفت نہ کریں) ''وتوعد سبحانه مخالفهم بجهنم'' (اور جو ان کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سے جہنم کا وعدہ کیا ہے (یعنی جہنم کے عذاب کا وعدہ کیا ہے)) ''فقال تعالىٰ'' (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں)

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾ (النساء:115)۔

پہلی دلیل ﴿وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾، دوسری دلیل یہ آیت سورۃ النساء آیت 115۔

تیسری دلیل قرآن مجید میں سے ''وأخبرنا الله سبحانه وتعالى عن رضاه عمن اتبعهم بإحسان'' (اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہیں جو صحابہ کرام کی اتباع کرتے ہیں احسان کے ساتھ) ''وأعدّ لهم الثواب العظيم'' (اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ثواب عظیم تیار کر رکھا ہے) ''فقال تعالىٰ'' (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) ﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبہ:100)۔

یہ آیات ہم پہلے بار بار شرح کر چکے ہیں دوبارہ مزید شرح کرنے کی ضرورت نہیں ہے ساتھی پہلے بھی سن چکے ہیں اور جس نے نہیں سنا ریکارڈنگ سن سکتا ہے۔

تو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کی خبر بیان فرما رہے ہیں کس پر اللہ تعالیٰ راضی ہیں؟ السّابقون الاوّلون پر راضی ہیں اور جو ان کی اتباع کرنے والے ہیں احسان کے ساتھ ان سب پر راضی ہیں۔ تو جو السّابقون الاوّلون میں سے نہ ہو سکے کیونکہ وہ زمانہ گزر چکا ہے "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي"، خیر الناس قرنی گزر چکا ہے وہ زمانہ کوئی پا نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ وہ دروازہ ابھی بند نہیں ہوا وہ تا قیامت رہے گا۔

کیسے ممکن ہے کہ اُن کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا جو اس بہترین زمانے کے لوگ تھے بعد میں آنے والے کیا اللہ تعالیٰ کی رضامندی میں شامل ہو سکتے ہیں کہ نہیں امیدوار ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟ کیسے ممکن ہے؟ بس ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں بشرطیکہ احسان کے ساتھ۔ احسان کا مطلب ہے پرفیکشن (perfection) کہ جہاں پر قدم رکھا وہیں پر قدم رکھنا ہے جہاں سے اٹھایا وہاں سے اٹھانا ہے اسے احسان کہتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ عقائد میں اپنی من مانی کرنی ہے، عبادات میں قدم ٹھیک رکھنا ہے اُن کے ساتھ معاملات میں قدم ٹھیک رکھنا ہے، نہیں! عقیدتاً وعبادتاً وسلوکاً وسیاستاً واخلاقاً ہر اعتبار سے اسے کہتے ہیں باحسان۔ ورنہ اگر آدھی چیزوں پر آپ اُن کے نقش قدم پر چلتے ہیں جو آپ کو پسند ہے اور میں آدھی چیزوں پر اُن کے نقش قدم پر چلتا ہوں جو مجھے پسند ہے تو اسے اتباع تو کہتے ہیں لیکن کیا احسان کے ساتھ ہے؟ احسان کے ساتھ نہیں ہے یہ اس لیے شرط ہے احسان (باحسان شرط ہے) احسان کو نکال دیں تو حق الاتباع نہیں ہوتی کیونکہ اُجر عظیم اتنا زیادہ ہے فوز عظیم ہے۔ اگر کوئی کامیاب ہونا چاہتا ہے عظیم کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اتباع باحسان کیوں نہیں کر سکتا؟!

پوری دنیا میں لوگ خواہش مند ہیں کہ وہ عظیم کامیابی حاصل کرلیں دنیا کے عظیم ترین انسان کامیاب ترین انسان بن جائیں لیکن اُن کو یہ جو سب سے آسان راستہ ہے حقیقتاً شریعت کے آپ جتنے بھی سیکٹس (Sects)اور گروپس(groups)اور گروہ بندیاں بن چکی ہیں اور فرقے بنے ہیں واللہ سب سے آسان راستہ پریکٹیکلی(Practically)یہی راستہ ہے جو سلف کا راستہ ہے۔دین پر عمل کرنے کے لیے علم کا عمل کا تقوے کا عقیدتاً عبادتاً، سلوکاً واخلاقاً وسیاستاً واللہ اس سے آسان راستہ ممکن ہی نہیں ہے۔

باقی جتنے بھی راستے ہیں آپ دیکھ لیں مشکل ہیں، خطرناک ہیں خوفناک ہیں، اُن راستوں پر بہت ساری رکاوٹیں ہیں، بہت سارے کوئسچن مارکس(Question marks)ہیں، پریشانیاں ہیں بھول بھلیاں ہیں۔وجہ کیا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن راستوں سے راضی نہیں ہے، جس راستے سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اسے آسان بھی کردیتا ہے بشرطیکہ کوئی اس کی اتباع کرنے والا ہو اور اتباع وہ بھی دل سے (آنکھوں سے تو ہر بندہ راستے کو دیکھ کر چلتا ہے)، سلف کا راستہ سلف کا منہج دل سے تب احسان ممکن ہے۔

یاد رکھیں کسی بھی کام کی پرفیکشن(perfection) کے لیے جب تک آپ دل سے نہیں کرتے پرفیکشن(perfection) ممکن ہی نہیں ہے سوال نہیں پیدا ہوتا۔دنیا کا کوئی کام دیکھ لیں آپ ہاتھ سے آپ کام کریں گے کمی رہ جائے گی لیکن جب دل سے آپ وہی کام کرتے ہیں اس میں پرفیکشن نظر آتی ہے دور سے نظر آتی ہے کہ آج کام کیا ہے۔

تو اس لیے اتباع باحسان دل سے چاہت کے ساتھ محبت کے ساتھ، امید کے ساتھ ڈر کے ساتھ تب پتہ چلتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے اتباع کی جارہی ہے نہ اپنی خواہش ہے نہ لوگوں کی خواہش ہے اور نہ کسی اور کو خوش کرنا ہے، میرے ربّ کا حکم ہے اپنے ربّ کے حکم کی تعمیل کرنی ہے آپ دل سے چلتے ہیں۔آپ پہلے دل سے مطمئن ہوتے ہیں تو دل سے چلتے ہیں نا جس کو اطمینان ہی نہیں ہے اس راستے پر کہتے ہیں نہیں، اس میں تو غلطیاں ہیں فہم سلف تو حجت ہی نہیں ہے فہم سلف تو بدعت ہے، فہم سلف تو یہ ہے اس میں یہ کمی ہے

وہ کمی ہے، تو دل سے چلنا ناممکن ہے ایسی صورت میں۔ جب تک آپ دل سے کسی کو قبول نہیں کرتے آپ اس پر عمل صحیح طریقے سے کر نہیں کر سکتے۔

بعض بچوں کو والدین زبردستی ڈاکٹر بنادیتے ہیں میڈیکل کالج میں دھکا دے دیتے ہیں کہ بس میرے بیٹے نے ڈاکٹر بننا ہے۔ اب وہ نہیں بننا چاہتا ڈاکٹر بھئی وہ پائلٹ بننا چاہتا ہے، انجینئر بننا چاہتا ہے لیکن کیونکہ باپ ڈاکٹر ہے ہاسپٹل اس کا کہاں جائے گا پھر! (وراثت ہے نا آج کل معاملے یہ سارے وراثت کے ہوتے ہیں)۔ تو ہاسپٹل کہاں جائے گا دس کو کُسچن مارکس (Question marks) لے کر جاتے ہیں پھر گھر میں بھی ڈانٹ پڑتی ہے بچے کو بار بار کہ بھئی کیا کروں گا میں پھر میرے بعد کون اس کا مالک بنے گا تو تمہیں ڈاکٹر ہی بننا ہے۔

وہ بے چارا کہتا ہے بھئی ڈاکٹر میرے بس کی بات نہیں ہے تمہاری زندگی دیکھ کر بس یہی کافی ہے میرے لیے۔ کہتا ہے تمہیں ڈاکٹر ہی بننا ہے ۔ اب مجبوری میں داخلہ ہو گیا اب دل سے وہ پڑھے گا؟! سَپلی (supply) لگی ہے "کوئی مشکل نہیں ہے پاس ہو جاؤ گے"، ڈیٹنشن (detention) ہوئی ہے ایک سال پیچھے ہو گیا ہے "پڑھنا تم نے ضرور ہے"۔ اکثر دھکے مار مار کر ڈاکٹر بن گیا ہے کیا دل سے وہ کام کرے گا بزنس مین ہو گا کہ نہیں؟!

اس لیے بزنس مین آج بہت نظر آتے ہیں صرف میڈیکل فیلڈ میں نہیں، اکثر جتنا دیکھیں آپ بزنس مین زیادہ ہیں اور پروفیشنل بہت کم ہیں وجہ کیا ہے؟ کہ نہ چاہتے ہوئے بھی بعض اوقات آپ کوئی کام کر لیتے ہیں۔ تو دل سے جو کام کرتا ہے وہی پرفیکشن (perfection) کو حاصل کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿بِإِحْسَانٍ﴾۔

شیخ صاحب (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں" وكما أنه توعد من اتبع غير سبيلهم بعذاب جهنم" (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب جہنم کا وعدہ کیا ہے اُن سے جو ان کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرتے ہیں)" فقد وعد متبع سبيلهم بالجنة والرضوان" (اسی طریقے سے جو ان کے راستے یعنی سلف کے راستے، صحابہ کرام کے راستے کی اتباع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے جنت اور رضامندی کا وعدہ کیا ہے)۔

قرآن مجید سے تین دلائل شیخ صاحب (حفظہ اللہ) نے بیان کیے ہیں: پہلی دلیل سورۃ لقمان آیت نمبر 15، دوسری دلیل سورۃ النساء آیت نمبر 115، تیسری دلیل سورۃ التوبہ آیت نمبر 100۔

کوئی مناسبت ہے تینوں میں 15، 115 اور 100؟ آسان ہے یاد کرنا سورۃ لقمان 15 ہے، سورۃ النساء 115 ہے، سورۃ التوبۃ 100 ہے۔ توبہ کا 100/100 ہے جو توبہ کرتا ہے 100/100 نمبر ملتے ہیں اسے۔ عورتیں ویسے ہی زیادہ ہوتی ہیں، 115 جو زیادہ ہے وہ عورتوں کے لیے نساء کے لیے ہے، اب جو باقی بچے گا وہ سورۃ لقمان کے لیے ہے، یہ تینوں وجوب کے دلائل ہیں۔ اب دیکھتے ہیں حدیثیں سنت میں سے شیخ صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

" وأمر النبي صلى الله عليه وسلم أمته" (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو حکم دیا)۔ حکم سے کیا مراد ہے؟ فعل أمر ہے "أمر"۔ کس لیے ہوتا ہے؟ وجوب کے لیے۔" بأن يتبعوا سنته" (کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کریں)" وسنة الخلفاء من بعده" (اور خلفاء کی سنت بھی مضبوطی سے تھامیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (خلفاء الراشدین کی سنت کی بھی اتباع کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد)" فقال صلى الله عليه وسلم" یہ پہلی حدیث ہے:

1-" فقال صلى الله عليه وسلم" (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)۔ لمبی حدیث ہے اس میں سے ایک حصہ شیخ صاحب حفظہ اللہ جو شاہد ہے بیان کر رہے ہیں۔" فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى

اخْتِلَافًا كَثِيرًا "(اور تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت ہی زیادہ اختلاف دیکھے گا)" فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي "۔ یہ مرض ہے، پہلے مرض کا ذکر کیا اب علاج کا بھی ذکر ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مشکل یا کسی مرض کو بیان کرتے ہیں تو اس کے ساتھ علاج بھی بیان ہوتا ہے، قرآن وسنت کو دیکھ لیں آپ تاکہ کسی کے پاس کوئی حجت نہ رہے۔ چلو ہمیں یہ تو پتہ چل گیا ہے کہ کوئی مشکل ہے کوئی مصیبت ہے کوئی بیماری ہے علاج کہاں سے ڈھونڈیں؟ علاج کسی اور جگہ سے آپ کو نہیں لینا پڑے گا تھوڑا سا غور وفکر کریں اُدھر ہی علاج موجود ہے۔

عجب بات یہ ہے کہ " فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا "صرف بیماری نہیں مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں! امت پر مصیبتیں ہیں کہ نہیں امت میں اتنے اختلاف ہوں گے! کیا فرق ہے دونوں میں؟ اختلاف کہیں پر ہوگا کہیں پر نہیں ہوگا۔ تھوڑا ہو سکتا ہے خاص جگہ پر ہو سکتا ہے لیکن اختلافاً کثیر اسے کیا مراد ہے؟ بہت ہی زیادہ اختلاف یعنی ہر شخص تک یہ اختلاف پہنچے گا میری امت میں سے (إلا من رحم الله سبحانه وتعالیٰ) اختلاف کا علم سب کو ہوگا اور اختلاف میں سب پڑ جائیں گے۔

بچنے کا راستہ علاج ہونا چاہیے کہ نہیں؟ مرض تو ہے مصیبت کا بھی پتہ چل گیا ہے اب علاج کہاں سے ڈھونڈیں ہم؟ اگلا جملہ کسی اور حدیث میں بھی نہیں ہے کسی اور آیت میں بھی نہیں ہے، اگلا جملہ ہے " فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي "(بس میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا)۔ علیکم اُمر کے لیے ہے وجوب ہے کہ واجب ہے تم لوگوں پر۔ عجب بات ہے مصیبت ہمارے اوپر ہے اور واجب بھی ہمارے اوپر کیا جا رہا ہے (سبحان اللہ)!

" فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي "(بس میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا)" وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِی " (اور خلفاء الراشدین (ہدایت یافتہ خلفاء الراشدین) کی سنت کو بھی مضبوطی سے تھامے رکھنا میرے بعد) " تَمَسَّكُوا بِهَا "(سنت کو مضبوطی سے تھامو)" وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ "(اور اپنے نوکیلے دانتوں سے اسے مضبوطی سے پکڑ لو)۔ کیسے؟ دونوں کو " بِسُنَّتِي "اور" وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِی "۔

آدھا علاج جو بنیاد ہے علاج کی کہ جب یہ کام کروگے تو پھر دوسرا بھی لازم آئے گا لیکن دوسرا اس لیے بیان کیا ہے تاکہ کسی کو یہ اندیشہ نہ ہو کہ بس یہ کافی ہے اور جو اس کے مخالف سنت کے مخالف ہے اسے دیکھنا ضروری نہیں ہے۔ سنت کو مضبوطی سے تھامنا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک سنت کی ضد کو نہ جانیں کہ سنت کی ضد ہوتی کیا ہے۔ سنت کی ضد کیا ہے؟ بدعت۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ ''وَإِيَّاكُمْ'' (میں تمہیں خبردار کرتا ہوں بچ کر رہنا)۔ کس چیز سے؟ ''وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ'' (محدثات الامور سے بچ کر رہنا)۔

محدثات کیا ہیں؟ نئی چیزیں۔ کون سی نئی چیزیں؟ جن کا تعلق شریعت سے ہے۔ کس نے کہا؟ اگلا جملہ ''فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ'' (بے شک ہر نئی چیز ایجاد کرنا بدعت ہے)۔ کس چیز میں؟ دین میں، کیونکہ جو دینی امور ہیں ان میں ہر نئی چیز ایجاد کرنا بدعت ہے جو دنیاوی امور ہیں بدعت نہیں ہے ان میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری حدیث میں کیا فرماتے ہیں؟ ''مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ''۔ اہل سنت والجماعت کا طریقہ کیا ہے؟ جمع النصوص۔ بدعت کا ذکر ہوا تو سارے نصوص بدعت کے ایک ساتھ اکٹھے کر لو اور جو الگ الگ کر دیتے ہیں اہل بدعت میں شامل ہیں اور طریقہ ہے یہ اہل بدعت کا ہمیشہ اور پھر ٹھوکریں بھی کھاتے ہیں۔ ''فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' (اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

کُلّ کا لفظ عموم کے لیے ہوتا ہے کہ کوئی بدعت اچھی ہو نہیں سکتی کیونکہ جیسا کہ ''كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ'' اور ''كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' کوئی گمراہی اچھی بھی ہو سکتی ہے کیا خیال ہے کسی بھی قسم کی گمراہی؟ نہیں اچھی ہو سکتی، تو پھر کوئی بدعت بھی اچھی نہیں ہو سکتی۔ سنت اچھی ہو سکتی ہے، نہیں! لیکن بدعت کبھی اچھی نہیں ہو سکتی اور سنت ہمیشہ ہے ہی اچھی۔

اسے احمد اور ابو داود نے روایت کیا ہے صحیح سند کے ساتھ (پہلی حدیث احمد اور ابو داود نے روایت کی ہے)۔ اس میں خلفاء الراشدین جو صحابہ کرام کے سردار ہیں ان کا ذکر ہے ترتیب دیکھیں کتنی خوبصورت ترتیب ہے حدیث کی۔

2-دوسری حدیث کیا باقی صحابہ اس میں شامل ہیں کہ نہیں؟"وقال صلى الله عليه وسلم"(اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)"خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ"((صحیح بخاری کی روایت ہے)لوگوں میں سب سے بہترین میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر اُن کے بعد والا زمانہ پھر اُن کے بعد میں آنے والا زمانہ)۔

3-تیسری دلیل احادیث میں سے"و وصف صلى الله عليه وسلم"(اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصف فرمایا)"الفرقة الناجية في حديث الإفتراق"(فرقۃ الناجیۃ کا وصف فرقہ بندی کی حدیث میں یا فرقوں کی حدیث میں)"بقوله صلى الله عليه وسلم"(اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے یہ وصف بیان فرمایا))"مَا أَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَأَصْحَابِي"(جس پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں)۔

تہتّر فرقے امت میں بٹ جائیں گے بہتّر فرقے جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ جنت میں جائے گا، بہتّر فرقے ہلاک ہو رہے ہیں ایک فرقہ نجات حاصل کر رہا ہے جہنم کے عذاب سے۔ تہتّر سارے کے سارے فرقے ہیں، فرقوں سے فرقہ اور جہنم کے عذاب سے نجات حاصل کرنے والا فرقہ الفرقۃ الناجیۃ اس حدیث سے ثابت ہوا۔ جو نجات کا راستہ ہے اس راستے کی اتباع کرنا واجب ہے کہ نہیں؟ جہنم سے بچنا واجب ہے کہ نہیں؟ واجب ہے (الحمد للہ)۔

شیخ صاحب حفظہ اللہ فرماتے ہیں"فمن كان على مثل ما كانوا عليه فهو من الفرقة الناجية ومن خالفهم وابتعد عنهم فيكون من أهل الوعيد"۔

یہ حدیث کہاں پر ہے "مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي" والی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے؟ ترمذی میں "اَلْجَمَاعَةُ" کا لفظ ہے، ابو داود میں اور ابن ماجہ میں۔

احادیث ہیں تین اور تین آیات تاکہ آسانی سے یاد ہو جائیں، اب دیکھیں تیسری قسم کی دلیل۔ یہ تیسری قسم کہاں سے آگئی ہے؟ پہلی قسم قرآن مجید کی آیات، دوسری قسم احادیث، تیسری قسم اقوال السلف (نور علی نور)۔ یہ کافی نہیں تھا قرآن اور حدیث؟ جب بات سلفیت کی ہو رہی ہے پتہ تو چلے کہ ان آیات اور احادیث کو سلف نے کیسے سمجھا ہے۔ ہو سکتا ہے ہمارے فہم میں کوئی غلطی ہو کوئی گڑ بڑ ہو ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ ہو سکتی ہے۔ تو سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ ان آیات اور احادیث کو سلف نے کیسے سمجھا ہے۔

"وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال" (صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول لے کر آتے ہیں) "قال: اتَّبِعُوا وَلَا تَبْتَدِعُوا ، فَقَدْ كُفِيتُمْ" (اتباع کرو ابتداع مت کرو تمہیں کفایت دی گئی ہے عطا کی گئی ہے)۔

تمہارے لیے اتباع کافی ہو چکی ہے اگر اتباع کافی نہ ہوتی تو آپ لوگوں کے لیے اپنے اپنے راستے ایجاد کرنا جائز ہوتا جب فیصلہ ہو چکا ہے دین مکمل ہو چکا ہے اتباع کا حکم دیا جا چکا ہے تو پھر اے لوگو سن لو اتباع کرو، صحابی حکم دے رہے ہیں۔

"اتَّبِعُوا وَلَا تَبْتَدِعُوا" منع أمر ہے نہی ہے "لَا تَبْتَدِعُوا" ابتداع مت کرنا دین میں نئی چیز ایجاد مت کرنا۔ کیوں مت کریں دین میں نئی چیز ایجاد؟ "فَقَدْ كُفِيتُمْ" معاملہ ختم ہو چکا ہے دین کافی ہو چکا ہے کامل ہو چکا ہے اب نئی چیز کی گنجائش ہے ہی نہیں۔ کہاں سے یہ لیا ہے؟ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ: 3)۔

﴿وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ﴾۔ ’’اتَّبِعُوا‘‘ کہاں سے لیا ہے؟ سبحان اللہ، ’’فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ مِنْ بَعْدِي تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ‘‘۔

’’وَلا تَبْتَدِعوَا‘‘ کہاں سے لیا ہے؟ ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾۔

’’وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ‘‘ بہتّر فرقے جہنم میں کیوں جہنم میں جارہے ہیں اتباع کرتے ہوئے جارہے ہیں یا ابتداع کرتے ہوئے جارہے ہیں؟ ابتداع کرتے ہوئے (سبحان اللہ)۔ ’’اتَّبِعُوا‘‘ (عَلَى مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي) ’’وَلا تَبْتَدِعوَا‘‘ (وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ) سبحان اللہ۔

’’وقال‘‘ (سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (دوسرا قول ان کا)) ’’إِنَّا نَقْتَدِي وَلا نَبْتَدِي‘‘ (ہم اقتداء کرنا جانتے ہیں ابتداع کرنا نہیں جانتے)۔

مقتدی اور مبتدی میں کیا فرق ہے؟ مقتدی پیچھے چلتا ہے مبتدی آگے چلتا ہے۔ صحابی پیچھے چلنے والے ہیں! (اللہ اکبر) نصوص کے پیچھے چلتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چلتے ہیں۔ ’’نَقْتَدِي وَلا نَبْتَدِي‘‘ جو ابتداع کرتا ہے وہ آگے چلتا ہے نصوص کو بھی پیچھے کردیتا ہے۔ چاہے وہ زبان سے مانے یا نہ مانے اپنی حالت سے آگے ہوتا ہے کہ نہیں؟

آج جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانے والے مقتدی ہیں یا مبتدی ہیں اللہ کے لیے مجھے بتائیں؟ مبتدی ہیں ابتداع کرنے والے ہیں۔ کیسے کس چیز کی ابتداع کی؟ یہ جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں تھا؟ نہیں تھا؟ صحابہ کرام کے زمانے میں تھا؟ تابعین کے زمانے میں تھا؟ بہترین تین زمانوں میں تھا ’’خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي‘‘؟ چوتھی صدی میں ابتداء ہوئی۔ یہ ابتداع ہے یا اقتداء ہے؟ ابتداع ہے۔

صحابہ کرام نے کیا کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جشن موجود نہیں تھا ابتداء کر سکتے تھے کہ نہیں؟ ابتداء کیوں نہیں کی؟ کیونکہ کیا فرماتے ہیں "إِنَّا نَقْتَدِي وَلا نَبْتَدِي" سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی۔ ہمارے مخالفین بھی کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کی بنیاد کس نے رکھی ہے؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رکھی ہے۔ تو پھر بدعتیں کیوں کرتے ہو میرے بھائیو؟! فرماتے ہیں "إِنَّا نَقْتَدِي وَلا نَبْتَدِي"۔

یہ جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منانا، محرم کا ماتم کرنا، رجب کے کونڈے ہیں، شب برأت ہے، شب معراج ہے اور پتہ نہیں آئے دن نئی نئی بدعات ہیں اگر ان میں خیر ہوتا واللہ! اللہ کی قسم میں کھا رہا ہوں ابتداء کون کرتا؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے، صحابہ کرام کرتے، لیکن جب خیر نہیں تھا نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا نہ صحابہ کرام نے کیا نہ ان کے متبعین نے کیا، اُن کے مخالفین نے ضرور کیا۔

"روافض" صحابہ کرام کو گالی دینے والی وہ جماعت، بدکار ہالک، فاسق فاجر وہ جماعت جو صحابہ کرام کے تعلق سے کہتے ہیں کہ سارے کافر ہیں مرتد ہیں سوائے چند کے۔

جو صحابہ کرام کی تکفیر کرتے ہیں احسان تو دور کی بات ہے ابتداع کرتے ہیں۔ اقتداء کرتے ہیں یا ابتداع کرتے ہیں؟ ابتداع کرتے ہیں اور ابتداع کرنے والے ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ آج بھی ٹھوکریں کھا رہے ہیں کہ نہیں؟ یاد رکھیں کہ شریعت میں ابتداع کی گنجائش نہیں ہے صرف ایک ہی راستہ ہے اقتداء کا راستہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان یہاں پر نصب العین رکھتا ہے "وَقَالَ، إِنَّا نَقْتَدِي وَلا نَبْتَدِي وَنَتَّبِعُ وَلَا نَبْتَدِعُ" (اور ہم اتباع کرنا جانتے ہیں اتباع کرنے والے ہیں ابتداع کرنے والے نہیں ہیں) "وَلَنْ

نَضِلَّ مَا تَمَسَّكْنَا بِالأَثَرِ"(اور ہم کبھی گمراہ نہ ہوں جب تک کہ ہم اُثر مضبوطی سے تھامنے والے ہیں(اللہ اکبر))۔

"تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ" یہ وعدہ کس کا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ ہے کہ نہیں؟ صحابہ نے اس پر عمل کیا ہے کہ نہیں کیا؟

اب کیا فرماتے ہیں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ؟"وَلَنْ نَضِلَّ"(اور ہم ہر گز گمراہ نہ ہوں گے(اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یقین کے ساتھ فرمارہے ہیں))کیوں؟"مَا تَمَسَّكْنَا بِالأَثَرِ"(جب تک ہم نے اُثر کو قرآن اور سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے(جب سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے)تو پھر گمراہ کبھی نہیں ہوں گے)۔ گمراہ کون ہوتا ہے؟ جو ابتداع کرتا ہے بدعت ایجاد کرتا ہے اور جو اُثر کو پیچھے کر دیتا ہے اُثار کو چھوڑ دیتا ہے نصوص کو چھوڑ دیتا ہے۔(دو قول ہیں پہلے صحابی کے)۔

دوسرے صحابی"وقال أبي بن كعب رضي الله عنه"(سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں)"عَلَيْكُمْ بِالسَّبِيلِ وَالسُّنَّةِ"(تمہارے اوپر لازم ہے سبیل(راستے)کو منہج کو مضبوطی سے تھامنا اور سنت کو مضبوطی سے تھامنا)"فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ عَلَى سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ ذَكَرَ الرَّحْمَنَ"(بس کوئی بھی ایسا بندہ نہیں ہے جو سبیل اور سنت پر قائم ہو(صحیح منہج پر اور سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو)اللہ تعالیٰ رحمٰن کا ذکر کرتا ہے ایسی حالت میں)"فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ"(بس اس کی آنکھیں تر ہو جاتی ہیں بہہ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے)"فَتَمَسَّهُ النَّارُأَبَدًا"(کبھی آگ اسے چھو نہیں سکتی(جہنم کی آگ))"وَإِنَّ اقْتِصَادًا فِي سُنَّةٍ، وَخَيْرٍ"(اور بے شک کم سنت اور خیر پر عمل کرنا)"خَيْرٌ مِنَ اجْتِهَادٍ فِي خِلَافِ سَبِيلٍ وَسُنَّةٍ"(اس سے زیادہ بہتر اور خیر ہے کہ خلاف سبیل وسنت میں اجتہاد کیا جائے(جدوجہد کی جائے))۔

اقتصاد کہتے ہیں اکانومی (economy) کو۔ اقتصاد کیا ہے عام لفظوں میں؟ اکانومی (economy) کو کہتے ہیں نا، اکنامِکل (economical) چیز جب ہم لیتے ہیں بجٹ بنا کر سوچ سمجھ کر کم خرچ میں۔ تو "اقْتِصَادًا فِي سُنَّةٍ" صحیح منہج اور سنت پر قائم رہنا۔ اگر اس میں زیادہ جدوجہد نہ ہو کم پر عمل ہو لیکن عمل صحیح ہو یہ زیادہ بہتر ہے یا بہت ہی زیادہ عمل کرنا خلاف سنت اور خلاف سبیل پر؟ کم سنت کے مطابق کرنا نا۔ اور جو بہت زیادہ کرتے رہتے ہیں خلاف سنت پر کچھ ملتا ہے ان کو؟ کچھ نہیں سب ضائع ہو گیا۔

تیسرا أثر "وقال أبو العالية ،عليكم بالأمر الأوّل" (تمہارے اوپر واجب ہے أمر اوّل کو پکڑنا) "الذي كانوا عليه قبل أن يفترقوا" (جس پر وہ قائم تھے تفرقہ ہونے سے پہلے یا ان کے متفرق ہونے سے پہلے)۔

تفرقہ ہوا تھا صحابہ کرام کے زمانے میں تقدیر کے منکر نکلے کہ نہیں؟ معبد الجہنی صحیح مسلم کی پہلی روایت میں دیکھ لیں آپ تفرقہ ہوا روافض نکلے خوارج نکلے۔ یہ صحابہ کرام کے زمانے میں ہیں کہ نہیں؟ صحابہ کرام کے زمانے میں نکلے ہیں یہ۔

تو ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عليكم بالأمر الأول" (جو پہلا أمر تھا نا یعنی صحابہ کرام کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اور صحابہ کرام کے ابتدائی زمانے میں جب یہ فرقہ بندی نہیں تھی اس کو مضبوطی سے تھامے رکھو) "الذي كانوا عليه قبل أن يفترقوا" (وہ أمر جو تفرقہ پیدا کرنے سے ہوا)۔ اور اس حالت کو کیا کہتے ہیں؟ اسلام۔ وہ اسلام کی حالت تھی کوئی فرقہ نہیں تھا سب مسلمان تھے، فرقہ بندیاں ہوئیں مسلمانوں میں فرقے بنے اور پھر ہر فرقے نے اپنا اپنا نام لیا نام بنایا اور سب مسلمان بھی کہتے تھے۔

مسلمان بڑی چھتری ہے اسلام بڑی چھتری ہے، ہیں مسلمان لیکن رافضی ہیں، خارجی ہیں، قدری ہیں، جہمی ہیں، معتزلی ہیں، أشعری، ماتریدی، صوفی (آخر تک چلتے جائیں آپ)۔

"وقال الأوزاعي"چوتھا اثر،"اصبر نفسك على السنة"((اللہ اکبر)اپنے نفس کو پکڑے رکھو صبر کرتے رہو(کس چیز پر؟)سنت پر)۔

میرے بھائی سنت پر اگر چلنا ہے تو صبر کرنا ہی پڑے گا، ممکن نہیں ہے سنت پر عمل کرنا بغیر صبر کے کیونکہ بدعت بہت آسان ہے۔ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب صوفیوں کے لیے شریعت کی تکلیف بھاری پڑی (جب صوفیوں پر شریعت کی تکلیف بھاری پڑی)تو پھر وہ گانے بجانے کی طرف چلے گئے(قوالیاں، گانے بجانے)۔

اب طبلے بجا کر قوالی کہنا گانا کہنا آسان ہے یا سنت کے مطابق نماز پڑھنا، نوافل پڑھنا، صلاۃ الیل پڑھنا، لمبی لمبی رات کا قیام کرنا کیا زیادہ آسان ہے؟(سبحان اللہ)۔ طبلہ اٹھاؤاور میوزک بجاؤ، دو طرف سے قوالی کہو بس ہماری بخشش ہو گئی ہے ہم نے بڑے اُجر و ثواب کا کام کر لیا ہے!

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلاۃ الیل پڑھا کرتے تھے"حتَّى تتفطَّرَ قدمَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"(پاؤں مبارک سوج جاتے تھے)۔

سلف صالحین میں سے بعض ایسے تھے جو چھت پر نماز پڑھتے تھے تو ایک بچہ(پڑوسی)اپنے والد سے کہتا ہے کہ ابا جان یہاں پر کھمبا تھا کہاں گیا ہے چھت پر؟ کہتا ہے"بیٹا کھمبا نہیں تھا یہ ہمارا پڑوسی تھا آج صبح اسے دفن کر کے آئے ہیں وفات پا گیا"۔ بچہ سمجھتا تھا ساری رات کہ کھمبا ہی ہے انسان نہیں ہے یہ،"من طول القیام"وہ زمانہ تھا لوگوں کا۔

"اصبر نفسك على السنة،وقف حيث وقف القوم"(اور جہاں پر قوم(یعنی صحابہ کرام)رُکے وہاں پر تم بھی رکو(سبحان اللہ))۔ صبر کیسے ہوتا ہے اب صبر کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے کہ جہاں پر قوم رکی وہاں پر تم بھی رکو۔"وقل بما قالوا"(اور جو انہوں نے کہا تم بھی وہی کہو)"وكف عما كفوا عنه"(جس چیز کو ان لوگوں نے چھوڑا تم بھی چھوڑ دو(جس چیز سے وہ رُکے تم بھی رُک جاؤ))"واسلك سبيل سلفك الصالح"(اور اپنے

سلف الصالح کے راستے کو لازم پکڑو اس پر لازم چلو)۔ لفظ کیا ہے؟ سلفک الصالح، لوگ کہتے ہیں کہ لفظ نیا ہے امام اوزاعی رحمہ اللہ فرمارہے ہیں بہترین صدی کے عالم۔"فإنه يسعك ما وسعهم"(بس جو ان کے لیے کشادہ تھا وہ تمہارے لیے بھی کشادہ ہے (جو اُن کے لیے آسان تھا وہ تمہارے لیے بھی آسان ہے))۔

سچ بات یہ ہے کہ اپنے دین میں ہم لوگوں نے اپنے دین میں خود تنگیاں پیدا کی ہیں"اصبر نفسك على السنة وقف القوم وقل بما قالوا وكف عما كفوا عنه واسلك سبيل سلفك الصالح فإنه يسعك ما وسعهم"۔

جو اُن کے لیے کافی تھا ہمارے لیے کافی کیوں نہیں ہے؟ جو اُن کے لیے آسان تھا ہمارے لیے آسان کیوں نہیں ہے؟ جو اُن کے لیے کشادہ تھا ہمارے لیے کشادہ کیوں نہیں ہے ہمیں کیوں تنگی محسوس ہوتی ہے؟

جب جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں مناتے تنگی کیوں ہوتی ہے ہمیں؟ ہمیں سنت پر عمل کرنا کافی کیوں نہیں رہا؟ محرم کا ماتم کرتے ہوئے اپنے آپ کو پیٹتے ہوئے تنگی محسوس کیوں نہیں ہوتی وجہ کیا ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ دیتے ہیں بنی اسرائیل کے تعلق سے یہودیوں کے تعلق سے ﴿وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ﴾ (البقرۃ:93)۔

اب بچھڑے کو اپنے ہاتھ سے بنانا اور پھر اس کی عبادت کرنا اس کو سجدے کرنا کیسے ممکن ہے کوئی عقل مند کر سکتا ہے ایسے؟! اور جب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی سید نا ہارون علیہ الصلاۃ والسلام نے منع کیا (ایک نبی منع فرمارہے ہیں منع کر رہے ہیں) تب بھی نہیں بات سنی دل لگ چکا تھا اس بچھڑے کے ساتھ اس معبود کے ساتھ۔ دل کیوں لگا تھا؟ کیونکہ انہوں نے جو کفر کیا تھا اس کی وجہ سے یہ سزا تھی اُن کے لیے، ان کی خواہش نفس نے جو چاہا اللہ تعالیٰ نے وہی ان کے لیے آسان کر دیا۔ اگر نبی کی بات کو مان لیتے اور رک جاتے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کو توفیق دیتا جب نبی کی بات کو نہیں مانا اور اپنی من مانی کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مشکل راستہ آسان کر دیا کہ نہیں؟ ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى﴾ (اللیل:10) ہے کہ نہیں؟ (سبحان اللہ)۔

جو بھی ان اندھیروں کے راستے پر چلنا چاہتا ہے ان تاریکیوں میں چلنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے یہ تاریک راستے روشن کر دے گا آسان کر دے گا وہ سمجھیں گے کہ یہ یہی حق ہے ﴿وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾ (الکھف:104) وہ یہی سمجھتے رہیں گے مرتے دم تک کہ ہم خیر ہی کر رہے ہیں۔

بدعتی ہمیشہ یہی سمجھتا ہے کہ میں ٹھیک کر رہا ہوں باقی ساری دنیا غلط ہے ''جشن میلاد النبی مناتے ہیں تو اس میں کیا قباحت ہے میرے بھائی یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اظہار ہے تم کیا جانو محبت کیا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے! احباب محبت کرتے ہیں تمہیں کیا پتہ محبت کا راستہ کیا ہے! تم اپنے راستے چلو ہمارا اپنا راستہ ہے ہمیں کیوں پریشان کرتے ہو؟!''۔

میرے بھائی اگر آج پریشانی نہیں ہو گی تو پھر کب ہو گی؟! ہمیں تو دکھ ہوتا کہ ہمارے مسلمان بھائی بہنیں کہاں کس طرف جا رہے ہیں، واللہ بہت تکلیف ہوتی ہے ہمیں! اور اللہ کی قسم اگر یہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشروع ہوتا تو ہم سب سے آگے ہوتے، اگر اس کی اجازت مل جاتی ہمیں ایک دفعہ بھی کہیں سے بھی اجازت مل جاتی ناواللہ ہم کبھی پیچھے نہ رہتے لیکن کیا کریں کہیں سے اجازت کا راستہ نہیں ملا ہر طرف سے ممانعت ہی ممانعت ہی آئی ہے اب جو ہمیں نظر آ رہا ہے کاش آپ بھی دیکھ لیتے! لیکن آپ کو نظر نہیں آ رہا اور نظر بھی نہیں آئے گا آپ لوگوں کو جب تک کہ یہ دل صاف اور پاک نہیں ہو گا۔

جب کسی شخص کو کوئی بیماری ہوتی ہے اور ڈاکٹر اسے ڈائیگنوز (Diagnose) کر لیتا ہے تو ڈاکٹر کو پتہ ہوتا ہے کہ اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے اُس کے گھر والوں کو پتہ ہوتا ہے (مریض کے گھر والوں کو پتہ ہوتا ہے) جو اس کے سب سے زیادہ قریب ہوتے ہیں؟ نہیں پتہ ہوتا۔ جب ڈاکٹر اسے کہتا ہے کہ تم نے یہ کام کرنا ہے یہ انجکشن لگانا ہے یا تمہاری ٹانگ کاٹنی ہے تو لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ نہیں ارے یہ کیا ہو رہا

ہے اس کا آپریشن ہوگا اس کی ٹانگ کاٹی جائے گی، اس کے جسم کا یہ حصہ کاٹا جائے گا؟! کیونکہ ڈاکٹر جانتا ہے کہ نقص کہاں پر ہے اگر ابھی اس کا علاج نہ کیا گیا تو اس کی جان سکتی ہے۔

کاش کہ آپ لوگ یہ جان لیتے کہ بدعت کا راستہ تمہیں کس طرف لے کر جارہا ہے لیکن بات یہ ہے کہ دل میں نفرت ہے بغض ہے، زبان پر گالی ہے تو پھر آنکھوں کے آگے سے یہ پٹی کب اترے گی حق کیسے نظر آئے گا مجھے بتائیں؟! اگر ڈاکٹر کی بات مریض نہ مانے، اس کے پیارے ڈاکٹر کی بات نہ مانیں (ہوتا ہے کئی مرتبہ ہوا ہے) لے جاتے ہیں گھر میں صرف پاؤں کی ایک انگلی کو کاٹنا تھا، نہیں جی نہیں کسی اور کو دکھاتے ہیں تو حکیم کے پاس جاتے ہیں اُس کے پاس لے جاتے ہیں، ایک مہینے کے بعد آئے اب تو پورا پاؤں کاٹنا پڑے گا۔ ارے ابھی تو آپ نے کہا تھا کہ صرف ایک انگلی کاٹنی ہے! ابھی نہیں کہا تھا ایک مہینے پہلے کہا تھا اور مرض بڑھ چکا ہے اس کا۔ نہیں نہیں یہ ظالم ڈاکٹر ہے پھر گئے پھر کسی اور کے پاس گئے پھر واپس آئے بیس دن کے بعد، اب تو گھٹنے سے کاٹنا پڑے گا۔ تم ڈاکٹر ہو یا تم قصائی ہو یہ کیسی باتیں کر رہے ہو تم ہر وقت آتے ہیں کہتے ہو کہ زیادہ کاٹنا ہے؟! اگر پہلے مان لیتے نا تو پھر آج گھٹنے سے ٹانگ نہیں کاٹنی پڑتی۔ تب بھی نہیں مانے اب مریض ہلکان ہو گیا بے چارا! ٹھیک ٹھاک چلتا پھرتا تھا اب اسٹریچر پر لے کر آئے ہیں، اب اس کا علاج کرو کاٹو گھٹنے سے کاٹ دو۔ "اب تو نہیں کٹ سکتی ٹانگ اب تو پورے جسم میں زہر پھیل چکا ہے لے جاؤ"، گیا مریض ہاتھ سے!

اس لیے میری یہی گزارش ہے واللہ علم نور ہے علم کی روشنی میں اگر کوئی شخص اس دنیا میں قدم اٹھانا چاہتا ہے تو قدم اٹھائے اگر نہیں ہے تو جہاں پر ہے وہ ہے اُدھر ہی ٹھیک ہے کیونکہ اگر علم کے بغیر قدم اٹھتا ہے تو ابتداع ہوتی ہے اقتداء نہیں ہو سکتی کبھی، ابتداع ہوگی اتباع کبھی نہیں ہوگی واللہ!

آگے شیخ صاحب (حفظہ اللہ) فرماتے ہیں "وقال أيضا" (امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) "عليك بآثار من سلف"۔ سلف کا لفظ دوسری مرتبہ آرہا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ وہابیوں کا ایجاد کردہ لفظ ہے یہ فتنہ چاہتے

ہیں امت میں تفرقہ چاہتے ہیں اس لیے یہ سلف ، سلفیت ، یہ نئے القاب نئے نام لے کر آئے ہیں اہل حدیث جماعت کو سو سال بھی نہیں ہوئے (سبحان اللہ)۔ ''عليك بآثار من سلف'' (تمہارے اوپر واجب ہے سلف کے آثار پر چلنا مضبوطی سے تھامے رکھنا) ''وإن رفضك الناس'' (اگرچہ لوگ تمہیں دھتکار دیں (تمہیں منع کردیں تمہیں روکتے رہیں)) ''وإياك وآراء الرجال'' (اور میں تمہیں خبردار کرتا ہوں آگاہ کرتا ہوں لوگوں کی رائے سے) ''وإن زخرفوا لك القول'' (اگرچہ وہ تمہیں باتیں خوبصورت بنا بنا کر پیش کریں)۔

بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بولنے میں مٹھاس دی ہے (یہ اُن کے پاس سب سے بڑا ہتھیار ہے) دو لفظوں میں برین واش کردیتے ہیں اور ہمارے جوان بچے بے چارے جو حق کے متلاشی ہیں جو جنت کے امیدوار ہیں ان کی باتیں سن کر اپنے سینوں سے بارود باندھ لیتے ہیں اور اپنے آپ کو بلاسٹ کر لیتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں، آراء الرجال ہے یہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو بُرا بھلا مت کہیں یہ مجاہدین ہیں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں؟ ''وإن رفضك الناس'' اگر لوگ تمہیں منع بھی کرتے رہیں تمہاری مخالفت بھی کرتے رہیں تمہیں بُرا بھلا بھی کہتے رہیں پرواہ مت کرنا کیونکہ تم کس چیز پر ہو؟ آثار سلف پر قائم ہو تمہارے پاس سلف کے آثار ہیں اللہ کا شکر ادا کرو، واللہ یہی علم ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے۔

پانچواں اثر جو شیخ صاحب (حفظہ اللہ) بیان فرمارہے ہیں ''وقال الإمام أحمد'' (یعنی امام اہل السنۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) ''أصول السنة عندنا'' (ہمارے نزدیک ہمارے ہاں سنت کے اصول یہ ہیں)۔ کون سے ہیں کہاں سے ابتداء کی ہے ذرا غور کریں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصول السنۃ ہم پڑھ چکے ہیں ابتدائی الفاظ میں امام السنۃ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ''أصول السنة عندنا التمسك بما كان عليه أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم''۔ ''التمسك'' (مضبوطی سے تھامے رکھنا، پکڑنا) ''بما كان عليه أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم'' (جس پر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام تھے)

۔ صحابہ کرام کس چیز پر قائم تھے کس راستے پر تھے کس منہج پر تھے اسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے یہ اصول السنۃ ہیں ہمارے نزدیک سن لیں سب سے پہلے۔

کلمہ توحید کہاں ہے میرے بھائی کلمہ شہادت کہاں ہے ؟ارکان اسلام ارکان ایمان کہاں ہے ؟ جب تک کہ صحابہ کرام کے راستے کو مضبوطی سے نہیں تھامے رکھیں گے یہ راستہ نہیں جانیں گے تو کلمہ توحید بھی نہیں جان سکتے صحیح طریقے سے،ارکان اسلام ارکان ایمان، اصول ایمان کچھ نہیں جان سکیں گے آپ صحیح طریقے سے کیونکہ گمراہی کے راستے بہت زیادہ ہیں بہت چیلنجز(challenges)ہیں۔

اُس بہترین زمانے کی بات ہو رہی ہے امام صاحب رحمۃاللہ علیہ کے زمانے میں اعتزال کا فتنہ تھا منکرین صفات کا فتنہ تھا توسب سے پہلے اصول السنۃ بیان کرتے ہوئے اصول ایمان بیان کرتے ہوئے اصول السنۃ، اصول ایمان یا عقیدے کے اصول ایک ہی موضوع کے مختلف نام ہیں ایک ہی موضوع ہے،اصول السنۃ، اصول عقیدہ اور اصول ایمان ایک ہی چیز ہے۔ابتداء لاإلہ إلا اللہ سے نہیں کی امام صاحب (رحمہ اللہ علیہ) نے بلکہ ابتداء کی اس راستے کی جہاں سے آپ کو لاإلہ إلا اللہ کا صحیح معنی مل سکتا ہے۔

اور اسماء وصفات کا تعلق لاإلہ إلا اللہ سے گہرا ہے کہ نہیں بنیاد ہے کہ نہیں؟ کوئی دلیل جانتا ہے؟ لاإلہ إلا اللہ سے گہرا تعلق ہے اللہ تعالٰی کے اسماء وصفات کا اللہ تعالٰی کی معرفت واضح دلیل بالکل واضح ہے،اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امتحان لیا کس سے مومن ہے کہ نہیں؟ جب ہم امتحان لیتے ہیں تو کیا پوچھتے ہیں مومن ہے کہ نہیں مسلمان ہے کہ نہیں کیا پوچھتے ہیں کلمہ آتا ہے کہ نہیں آتا کلمہ سناؤ اگر کلمہ آتا ہے تو مسلمان ہے کلمہ نہیں آتا تو پھر مسلمان نہیں ہے؟ کلمہ تو نہیں پڑھانا اُس نے!

صحیح مسلم کی روایت ہے حدیث الجاریہ معروف حدیث"أَيْنَ اللَّهُ ؟"کہتی ہے"فِي السَّمَاءِ"،"مَنْ أَنَا ؟، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ"۔"أَيْنَ اللَّهُ ؟"سوال کس چیز کا ہے؟اللہ تعالٰی کے اسماء وصفات کا سوال ہے اللہ تعالٰی کی صفت العلو کہاں پر ہے اللہ تعالٰی لاإلہ إلا اللہ سے بنیادی تعلق ہے کہ

نہیں؟ جو یہ جانتا ہے کہ اللہ اُس کا ربّ عرش پر مستوی ہے تو من باب اولیٰ وہ جانتا ہے کہ لاإلہ إلا اللہ کا معنی کیا ہے صرف زبانی کلامی نہیں جانتا کہ لاإلہ إلا اللہ کیا ہے بلکہ معنی کو بھی جانتا ہے اور معنی کی گہرائی کو بھی جانتا ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت ٹھیک ہے اس بندے کی۔

"التمسك بما كان عليه أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم" مضبوطی سے تھامنا ہے، تھاما کیسے جاتا ہے یہ بھی بیان کیا ہے، "والإقتداء بهم" (یہ نہیں کہ رسی تو پکڑ کر بیٹھے رہو بس (بیٹھنا نہیں ہے)، جب کسی کے راستے کو مضبوطی سے آپ پکڑتے ہیں تو پھر لازم آتا ہے آپ پر کہ اب چلنا پڑے گا اقتداء کرنی پڑے گی "والإقتداء بهم")۔ اقتداء کیسے کی جاتی ہے؟ "وترك البدع" (بدعت کو چھوڑنا ہی پڑے گا (ورنہ اقتداء ممکن نہیں ہے (جیسا کہ اقتداء کے لیے ترک البدع لازم ہے ویسے ہی تمسک کے لیے اقتداء بھی لازم ہے، اقتداء ہے ابتداع نہیں ہے کیونکہ ابتداع سے بدعت لازم آتی ہے))۔

تین چیزوں سے امام اہل السنۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس خوبصورت عقیدے مختصر عقیدے کے اصول کا آغاز کیا ہے

(۱) "التمسك بما كان عليه أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم"۔

(۲) "والإقتداء بهم"۔

(۳) "وترك البدع" (بدعات کو ترک کرنا)۔

اب شیخ صاحب حفظہ اللہ اپنی بات کرتے ہیں، شیخ صاحب نے پورے ان پورے دلائل میں کہاں بات کی ہے اپنی، شروع میں کچھ دوچار لفظ تھے آخر میں دولائنیں ہیں (سبحان اللہ) شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"وما زال العلماء من أئمة السنة" (اور علماء سنت کے اماموں میں سے ابھی تک بھی) "جيلا بعد جيل" (ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے میں (Generation After Generation)) "يدعون إلى اتباع السلف الصالح" (وہ اتباع سلف کی طرف دعوت دیتے آئے ہیں دے بھی رہے ہیں دیتے بھی رہیں گے "إلى

اتباع السلف الصالح‘‘ سلف الصالح کی اتباع کرنے کے لیے)’’والإقتداء بہم‘‘(ان کی اقتداء کرنے میں) ’’وسلوك طريقهم‘‘(ان کے راستے کی اتباع کرتے ہوئے راستے کو اختیار کرتے ہوئے چلتے ہوئے)’’واتباع أثرهم‘‘(اوران کے أثر کی اتباع کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے)۔

یہ آج کے درس میں جو دلائل بیان کیے ہیں اُن کو یاد کر لیں اگلے درس میں ان شاء اللہ ایک نئے باب سے پھر بات کا آغاز کریں گے ’’منهج السلف في العقيدة‘‘ بہت اہم باتیں ہوں گی ان شاءاللہ۔ یہ تو ہم نے جان لیا کہ یہ واجب ہے اب یہ جانیں گے کہ عقیدے میں سلف کا منہج کیا رہا ہے۔ جب عقیدہ بنیاد ہے دین کی تو سلف کا منہج عقیدے کے تعلق سے کیسا تھا کیا تھا تاکہ ہم بھی یہ جان لیں اور اپنے عقیدے کو اسی منہج کے مطابق مضبوط کر لیں۔

کوئی سوال آج کے درس کے تعلق سے واضح دلائل ہیں میرا خیال ہے اور بار بار ہم نے ذکر کیا ہے لیکن یہاں پر شیخ صاحب (حفظہ اللہ) نے ایک جگہ پر جمع کر دیئے ہیں خوبصورت انداز میں، قرآن ہے صحیح حدیث ہے اور سلف کے اقوال ہیں اور سلف کے اقوال فہم ہیں ان نصوص کا۔

سلف کے اقوال کہاں سے آئے ہیں؟ اپنی جیب سے نہیں نکلے، یہ خواب، کشف، وجد یا ذوق سے نہیں ملے، اپنی عقل کی بنیاد پر نہیں، منطق کی بنیاد پر نہیں ہیں کہاں سے لیے گئے ہیں؟ قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (16: کن سلفیاًعلی الجادۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔